۲۱

کتاب ”رنگیلا رسول“ کا جواب

(فرمودہ یکم / جولائی ۱۹۲۷ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

پچھلے دنوں رسول کریم ﷺ کے متعلق جو کسی گندہ دہن انسان نے ایک کتاب ”رنگیلا رسول“ کے نام سے لکھی۔ اس پر جب مسلمانوں کی طرف سے یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ ایسی دل آزار تحریروں کو قانوناً بند کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ مختلف اقوامِ ہند کے درمیان منافرت اور تباغض پیدا کرتی ہیں۔ تو اس پر بعض ہندو اخبارات نے اور خصوصاً ”ملاپ“ اور ”پرتاپ“ نے یہ لکھا ہے کہ مسلمانوں کو ایسی تحریروں کے متعلق گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی کیا ضرورت ہے اور مسلمان اس بات پر کیوں ناراض ہوتے ہیں کہ قانون میں اس قسم کی تحریروں کے لکھنے والوں کے لئے کوئی دفعہ نہیں ہے جس کے ذریعہ ان کو سزا دی جاسکے۔ کیونکہ قانون میں اگر نقص ہے تو اس کا اثر ہندوؤں۔ سکھوں۔ عیسائیوں۔ یہودیوں۔ سناتنیوں سب پر پڑے گا۔ چونکہ کسی ایسی دفعہ کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے جس کے ذریعہ ایسی تحریروں کو روکا جاسکے۔ مختلف مذاہب کے بانیوں پر حملے کئے جاسکتے ہیں۔ اور ان کے اعزاز اور احترام کے خلاف جائز و ناجائز نکتہ چینی کی جاسکتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں ہی کے لئے خطرہ نہیں کہ ان کے بزرگوں کے خلاف سخت تحریریں شائع ہوتی ہیں بلکہ ایسا ہی خطرہ ہندوؤں کے لئے بھی ہے۔ ایسا ہی خطرہ سکھوں کے لئے بھی ہے۔ ایسا ہی خطرہ عیسائیوں کے لئے بھی ہے۔ ایسا ہی خطرہ یہودیوں کے لئے بھی ہے۔ اگر یہ لوگ اس قسم کی دفعہ کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے شور نہیں مچا رہے۔ کوئی شکوہ نہیں کر رہے۔ تو مسلمانوں کے شور مچانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ اگر کنور دلیپ سنگھ صاحب کے فیصلہ کے اثر سے سناتنیوں۔ آریوں سکھوں۔ عیسائیوں۔ اور یہودیوں وغیرہ کے لئے اعتراض کا کوئی موقعہ نہیں تو پھر مسلمانوں کے

لئے کہاں موقع ہے جس طرح مسلمانوں کے بزرگوں کے خلاف دل آزار تحریریں شائع کرنے کا رستہ کھلا ہے اسی طرح دوسرے مذاہب کے بزرگوں کے خلاف بھی تو رستہ کھلا ہے۔

پھر خود ہی اس کی توجیہہ کی ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کا اس کے متعلق شور مچانا اور گورنمنٹ کو قانون کے اس نقص کی طرف توجہ دلانا بتاتا ہے کہ جب دوسرے مذاہب والوں کو اپنے بزرگوں کے خلاف کسی قسم کی نکتہ چینی کا خوف نہیں تو مسلمانوں کے نبی کی زندگی میں ایسی باتیں موجود ہیں جن پر نکتہ چینی ہونے سے مسلمان ڈرتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک چونکہ مسلمان سب سے زیادہ راجپال کے فیصلہ کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ اور اس قسم کی تحریروں کو روکنے کے لئے قانون بنانے کے متعلق سب سے زیادہ زور دے رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کے دلوں میں یقین ہے کہ ان کے نبی کی زندگی ایسی خراب ہے کہ لوگ اس پر اعتراض کرسکتے ہیں اور کریں گے مگر وہ قانون میں کوئی ایسی دفعہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کا منہ بند نہ کرسکیں گے۔ اس وجہ سے مسلمان شور مچا رہے ہیں تاکہ قانون کے ذریعہ ایسے لوگوں کی زبان بند کرادیں۔

میں ایسے لوگوں سے اس حد تک تو متفق ہوں کہ ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف مسلمانوں نے زیادہ زور سے آواز اٹھائی ہے۔ مگر جو نتیجہ اس سے نکالا گیا ہے وہ سرتاسر غلط ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس فیصلہ کے خلاف جوش کا اظہار کیا اور غم و غصہ دکھایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ متعدد ہندو مصنف ایسے پائے گئے جو شرافت اور انسانیت کے مطالبات سے قطع نظر کرکے رسول کریم ﷺ پر ایسے گندے اور کمینے حملے کر رہے ہیں جن کو کوئی شریف انسان برداشت نہیں کرسکتا۔ اور یہ قدرتی بات ہے کہ جس مذہب کے بانی کے خلاف ایسے گندے اعتراض کئے جائینگے اسی کے پیروؤں میں جوش اور غصہ پیدا ہوگا۔ ورنہ جن کے مذہب کے بانیوں کو گالیاں نہیں دی جاتیں ان میں جوش اور غصہ کیوں پیدا ہو۔ پس یہ کہنا کہ مسلمانوں میں کیوں جوش پیدا ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رنگیلا رسول۔ ورتمان۔ اور وچترجیون کتابیں مسلمانوں ہی کے خلاف لکھی گئی ہیں۔ ہندوؤں یا عیسائیوں یا آریوں کے خلاف نہیں لکھی گئیں اگر اسی قسم کی کتابیں ہندوؤں اور آریوں کے خلاف لکھی جاتیں اور اسی طرح پے در پے لکھی جاتیں تو ان میں ایسا جوش پیدا ہوتا جس کا مٹانا مشکل ہو جاتا۔ مگر اب زخم مسلمانوں کو لگا ہے سینے مسلمانوں کے فگار ہیں۔ ہندوؤں کو کیا ہوا ہے کہ وہ شور مچائیں۔

پس اس وقت مسلمان جو شور مچا رہے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ مسلمان اس بات سے ڈرتے

ہیں کہ رسول کریم ﷺ پر اعتراض ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کو ہندوؤں کی طرف سے گالیاں دی گئیں اور آپ کی ہتک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن ہندوؤں کے بزرگوں کے خلاف مسلمانوں نے کچھ نہیں لکھا اور نہ گالیاں دی ہیں۔ ایسی حالت میں ہندوؤں کا مسلمانوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ شور کیوں مچاتے ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کو گالیاں دے اور جب وہ اسے کہے کیوں گالیاں دیتے ہو یہ شرافت کا فعل نہیں تو گالیاں دینے والا کہے دیکھو میں تمہیں گالیاں دینے سے منع نہیں کرتا پھر تم کیوں منع کرتے ہو۔ ہندوؤں کے اس وقت خاموش رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ بڑے وسیع الحوصلہ ہیں بلکہ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہندو مسلمانوں کے خلاف نہایت کمینے اور گندے فعل جاری رکھنے پر اصرار کر رہے ہیں۔ اور ان میں شرافت اور انسانیت نہیں رہی۔ یہ اصرار ان کا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی کی بدکاری پر ناراض ہو تو بدکاری کرنے والا کہے تم ناراض کیوں ہوتے ہو تم بھی کر لو۔ کیا ایسے شخص کو وسیع الحوصلہ کہا جائے گا۔ اس وقت مسلمانوں میں اس لئے جوش ہے کہ ان کے نبی کو برا کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے خاموش ہیں تو اس لئے کہ ان کے بزرگوں کو برا نہیں کہا گیا۔ مسلمان اگر شور مچا رہے ہیں تو اس لئے کہ ان کے سینوں پر زخم لگے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے اگر خاموش ہیں تو اس لئے کہ انہیں کوئی زخم نہیں لگا۔ پس یہ ان کے وسیع الحوصلہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ ان کی خود غرضی کا ثبوت ہے۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت حملہ مسلمانوں پر ہو رہا ہے۔ ورنہ اگر یہی حملہ ان کے مذاہب کے بانیوں اور ان کے بزرگوں پر ہوتا تو میں پوچھتا ہوں وہ شور مچاتے یا نہیں؟

موجودہ حالت میں اس طرح وسعتِ حوصلہ ثابت کرنا یا یہ کہنا کہ ان کے بزرگوں پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ غلط ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے شور مچانے کی دو وجہیں ہیں۔ اول تو یہ کہ ان پر حملہ کیا گیا ہے اور جس پر حملہ کیا جاتا ہے وہ شور مچاتا ہے۔ دیکھو میں نے نہایت تہذیب اور متانت کے ساتھ مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ ہندو چھ سو سال سے اور اس وقت سے جب کہ وہ ہمارے غلام تھے ہمارے درباروں میں ہمارے آگے سجدے کیا کرتے تھے۔ ہم سے چھوت چھات کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاتھ کی چیز کھانا گناہ سمجھتے ہیں۔ تو آج جب کہ مسلمان ہندوؤں کی اس چھوت چھات کی وجہ سے تباہی کے کنارے پہنچ چکے ہیں۔ ان کو بھی چاہیے کہ کھانے پینے کی چیزیں مسلمانوں سے خریدیں ہندوؤں سے نہ خریدیں اور جس طرح ہندو ان کے ہاتھ کی چیزیں نہیں کھاتے وہ بھی ہندوؤں کے ہاتھ کی نہ کھائیں۔ اس پر ہندو ایسے پیچ پا ہو رہے ہیں کہ جس ہندو اخبار

کو اٹھاؤ اس میں یہی رونا رویا گیا ہے کہ قادیانی لوگ ہندوؤں سے چھوت چھات کرنے کی تلقین کرکے فتنہ پھیلا رہے ہیں۔ اور امام جماعت احمدیہ اس طرح شرارت کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ شرارت ہے تو کیا تمہارے رشیوں منیوں اور تمہارے باپ دادوں نے مسلمانوں سے چھوت چھات کرنے کا حکم دیکر یہی شرارت نہیں کی۔ پھر اب تم کیوں ناراض ہوتے ہو۔ اگر مسلمانوں کا بدلے کے طور پر ہندوؤں کے ہاتھ کی چیزیں نہ کھانا شرارت ہے۔ تو پھر تمہارا کیا حال ہے جو چھ سو سال سے مسلمانوں کے ہاتھ کی چیزیں کھانے سے پرہیز کر رہے ہو۔

میں نے اس بات کا اس لئے ذکر کیا ہے تا یہ بتاؤں کہ ایک ایسی بات جو تمدنی لحاظ سے مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس کے متعلق تحریک کرنے سے ہندو اس قدر ناراض ہو رہے ہیں جس کی کوئی حد نہیں۔ میں پوچھتا ہوں اس پر تم کیوں ناراض ہوتے ہو۔ کیا اسی لئے نہیں کہ اس کا اثر تمہاری ذات پر پڑتا ہے۔ تمہاری پوری کچوری پر پڑتا ہے۔ اگر تمہیں اپنی پوری کچوری کے نہ بکنے کی وجہ سے اس قدر غصہ آسکتا ہے تو خود ہی سوچ لو جب محمد ﷺ کی ذات پر حملہ کیا جائیگا اس وقت مسلمانوں کو کس قدر غصہ اور جوش آئے گا۔ وہ قوم جو اپنے دہی بڑوں اپنے پکوڑوں اور اپنی جلیبیوں پر اس قدر غصہ اور جوش کا اظہار کر سکتی ہے اس کا کیا حق ہے کہ مسلمانوں کے پیارے آقا اور محسن کو گالیاں دے اور پھر کہے مسلمان کیوں شور مچاتے ہیں۔ اس کے حوصلہ اور وسعت قلب کا اسی سے پتہ لگ گیا ہے کہ وہ بات جو جواب کے طور پر مسلمانوں کو شروع کرنے کے لئے کہی گئی ہے اسی کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ یہ مرزا قادیانی کی شرارت ہے۔ لیکن یہی لوگ رسول کریم ﷺ کی ہتک کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں مسلمان کیوں شور مچاتے اور کیوں گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ دل آزار تحریروں کو روکنے کے لئے قانون بنائے۔ اور پھر خود ہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ مسلمان سمجھتے ہیں ان کے رسول ؐ کی ذات میں نقص پائے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں مسلمانوں کے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں وہ اگر شور مچاتے ہیں تو اس لئے کہ ہندو ناپاک حملے کرتے ہیں اور ان کو برا لگتا ہے۔ باقی رہا یہ کہنا کہ دوسرے مذاہب کے لوگ کوئی غصہ نہیں دکھاتے اس لئے معلوم ہوا ان میں وسعت حوصلہ بہت زیادہ ہے اور وہ اپنے مذہب پر حملوں کو فراخ دلی سے برداشت کر سکتے ہیں۔ درست نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی انسانیت مرچکی ہے اور ان میں احساس ہی نہیں رہا کہ شرافت کیا ہوتی ہے دیکھو یہ عام بات ہے کہ اگر کسی شریف آدمی کے سامنے دوسرے کے باپ کو گالیاں دی جائیں تو وہ گالیاں دینے والے کو منع کرے گا کہ ایسا نہ کرو۔ یہ

شرافت سے بعید ہے۔ اگر وہ لوگ جو بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف آریوں کی گالیوں پر خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں ان میں بھی انسانیت ہوتی اور ملک میں امن قائم رکھنا ضروری سمجھتے تو جب آریوں نے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دی تھیں سکھ یہودی عیسائی اور دیگر مذاہب والے اٹھ کھڑے ہوتے اور ان سے کہتے تمہاری یہ خلافِ انسانیت حرکت ہم برداشت نہیں کرسکتے یہ کونسی شرافت ہے کہ تم مسلمانوں کے رسول کو گالیاں دے رہے ہو۔ اب اگر دوسرے مذاہب والوں نے یہ نہیں کیا تو یہ ان کی بے غیرتی اور بے ہودگی کا ثبوت ہے نہ کہ وسعت حوصلہ اور فراخ دلی کا۔ لیکن میں کہتا ہوں یہ بھی غلط ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگ نہیں بولے۔ میں جانتا ہوں خود ہندوؤں میں ایسے لوگ ہیں جو آریوں کی بد زبانیوں کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں میں ایسے لوگ ہیں جو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تھوڑے ہی دن ہوئے ایک عیسائی اخبار نے ایک مضمون بھی اس بارے میں لکھا تھا سکھوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو آریوں کی بدزبانیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ابھی چند دن ہوئے سیالکوٹ میں مسلمانوں نے ایک جلسہ کیا۔ اس میں جب ہمارے ایک مبلغ نے "ورتمان" کا مضمون پڑھ کر سنایا تو معلوم ہوا کئی سکھوں کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ بات اصل یہ ہے جس قوم میں شرافت ہو وہ ایسے افعال پر اظہار نفرت کرنے پر مجبور ہوگی ایسے تمام ہندوؤں۔ سکھوں عیسائیوں۔ پارسیوں کے ہم ممنون ہیں جو انسانیت کے قدر دان اور غیر شریفانہ افعال پر اظہار نفرت کرنے والے ہیں۔ اور دوسرے خواہ وہ کسی قوم کے ہوں جنہوں نے اظہارِ نفرت نہیں کیا۔ ان کے متعلق کہتے ہیں انہوں نے سمجھا نہیں کہ انسانیت کا فرض ادا کرنے میں انہوں نے کس قدر کوتاہی کی ہے اور انہوں نے خیال نہیں کیا کہ آج اگر مسلمانوں پر حملے کئے جارہے ہیں تو کل ایسا ہی وقت ان پر بھی آسکتا ہے۔ یہ بات نہ سمجھتے ہوئے وہ انسانیت کے فرض کی ادائیگی سے قاصر رہے ہیں۔

پھر ایک اور وجہ ہے جس سے مسلمان شور مچارہے ہیں اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے دوسرے مذاہب کے بزرگوں کو برا کہنے سے۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے آنے سے پہلے تمام قوموں میں انبیاء آتے رہے ہیں۔ اس وجہ سے ایک مسلمان جہاں رسول کریم ﷺ کی عزت کرتا ہے وہاں حضرت یحییٰؑ ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت ابراہیمؑ ۔ حضرت نوحؑ ۔ حضرت حزقیلؑ ۔ حضرت دانیالؑ کا بھی ادب کرتا ہے۔ اسی طرح اور مذاہب کے بزرگوں کے نام اگرچہ قرآن میں نہیں آئے۔ مگر قرآن کہتا ہے سب قوموں میں نبی بھیجے گئے۔ اس لئے ایک

مسلمان زرتشت۔ کرشن۔ رام چندر۔ اور تمام ان بزرگوں کو جن کا دوسری اقوام ادب کرتی ہیں ان کی عزت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے ان میں سے سارے یا بعض ایسے ہیں جو اپنی اپنی قوم کی ہدایت کے لئے خداتعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے۔ اس وجہ سے اور قوموں کے لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمان ان کی بدزبانیوں کا جواب نہیں دے سکتے ورنہ مسلمان ایسا جواب دے سکتے ہیں کہ ان معترضین کو اپنے گھروں سے باہر نکلنا مشکل ہو جائے۔ ویدوں میں دیوتاؤں اور رشیوں کے جو حالات لکھے ہیں اور گیتا میں کرشن کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ہم سے پوشیدہ نہیں۔ کیا ہندوؤں کی کتابوں میں یہ نہیں لکھا کہ ایک رشی ایک عورت پر عاشق ہو گیا اور اس کی ایسی حالت ہو گئی جو مرد عورت کے ملنے سے ہوتی ہے۔ اس پر اس نے دھوتی اتار کر رکھی تو اس دھوتی سے بچہ پیدا ہو گیا۔ پھر انہی کتابوں میں رکمنی کا جو واقعہ لکھا ہے وہ کس سے پوشیدہ ہے کہ کرشن جی اسے لیکر بھاگ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کتابوں میں اور جو سینکڑوں نہایت شرمناک واقعات درج ہیں وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ مگر ہم جانتے ہیں ان بزرگوں کی طرف جو گندے واقعات منسوب کئے گئے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں دنیا میں صداقت قائم کی تھی اور وہ لوگوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ کیونکہ ہمیں قرآن بتاتا ہے کہ ہر قوم میں خدا نے نبی بھیجے اس وجہ سے ہم سب قوموں کے بزرگوں کو پارسا سمجھتے ہیں اور ان کے خلاف زبان درازی نہیں کرنا چاہتے۔ ورنہ ہم ہندوؤں کی اپنی کتابوں سے ہی وہ وہ واقعات لکھ سکتے ہیں کہ ہندوؤں کے لئے مجلسوں میں بیٹھنا مشکل ہو جائے۔

پس ہمارا مذہب ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم دوسرے مذاہب کے بزرگوں کے خلاف بدزبانی کریں لیکن اگر ہندوؤں کی طرف سے متواتر اسی طرح حملے جاری رہے تو ہمیں حملے کے طور پر نہیں بلکہ یہ بتانے کے لئے کہ ایسی باتوں سے کس قدر دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے بتانا پڑے گا کہ ہندوؤں کی کتابوں میں کیا لکھا ہے ہمارے پاس اتنا ذخیرہ ہے کہ اگر ہندو باز نہ آئے اور گورنمنٹ نے ان کو نہ روکا تو ہمیں بھی وہ پیش کرنا پڑے گا اور ہمارے پاس اس کے لئے اتنا سامان ہے جو سارے ہندوستان کو جلا دینے کے لئے کافی ہے۔ ہندوستان کے کسی گوشہ کا کوئی رشی منی جسے ہندو پوجتے ہیں ایسا نہیں جس کے متعلق ہندوؤں ہی کی کتابوں میں ایسے واقعات موجود نہ ہوں جن کی کسی جگہ ہرگز مثال نہیں مل سکتی۔ اگر ہندوؤں نے اس گندی اور ناپاک جنگ کو بند نہ کیا۔ اور بلاوجہ ناپاک حملوں سے باز نہ آئے۔ اور ہندو قوم نے ایسے گندے لوگوں سے اظہار نفرت نہ کیا۔

اور گورنمنٹ نے بھی ان فتنہ انگیز لوگوں کو نہ روکا۔ تو یہ بتانے کے لئے کہ کس طرح مسلمانوں کے دل دکھتے ہیں۔ نہ کہ ہندوؤں کے بزرگوں کی ہتک کرنے کے لئے (کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ باتیں ان بزرگوں میں نہ ہو نگی) ہم بھی کتابیں لکھیں گے اور ہر زبان میں انہیں شائع کریں گے۔

اس کے بعد میں اس کتاب کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جس نے سارے ہندوستان میں آگ لگا رکھی ہے۔ ہندو تو کہتے ہیں کہ مسلمان رنگیلا رسول۔ وچتر جیون اور ورتمان کا جواب نہیں دے سکتے اور ڈرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ان گندی گالیوں اور بد زبانیوں کا جواب ہی کیا ہو سکتا ہے جو ان ناپاک کتابوں میں دی گئی ہیں۔ کیا ان میں کوئی علمی مضمون ہے جس کا جواب دیا جائے۔ اور کیا اس قسم کے اعتراض ہر انسان پر نہیں ہو سکتے۔ جس قسم کے ان کتابوں میں کئے گئے ہیں۔ آریہ خدا کے تو قائل ہیں۔ پھر روس کے ملک میں جو خدا پر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان کے پاس ان کے کیا جواب ہیں۔ روسی جو دہریہ ہیں۔ تھیٹروں میں خدا کو مجرم کے طور پر دکھاتے اور لینن کو جج بنا کر اسکے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور دنیا میں جو حادثات ہوتے ہیں۔ ان کو جرم کے طور پر پیش کرکے یہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ اتنا بڑا مجرم ہے۔ اور پھر سزا دیتے ہوئے کہتے ہیں خدا کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اب لینن کی پر انصاف حکومت قائم ہو گئی ہے۔ تو ایسے رنگ میں بد زبانی کرنے والے تو خدا کے متعلق بد زبانی سے بھی نہیں رکتے۔ اور گالیوں کے لئے دلائل کی ضرورت ہی کونسی ہوتی ہے۔ اسی طرح کتاب راجپال اور ورتمان میں کونسی دلیل ہے جس کا ہم جواب دیں۔ اس کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ایسے بد زبانوں کی یا ان کی قوم کے لوگوں کی شرافت ابھرے اور وہ اس بد زبانی سے باز آجائیں یا پھر گورنمنٹ روکے ورنہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ ملک میں فساد ہونگے۔ رسول کریم ﷺ کی عزت کے متعلق مسلمانوں میں اس وقت بے انتہا جوش ہے باوجود اس کے کہ میں متواتر توجہ دلا رہا ہوں کہ مسلمان امن سے رہیں اور فتنہ پرداز لوگوں کی شرارتوں سے مشتعل نہ ہوں۔ اور باوجود اس کے کہ مسلمان میری باتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر بھی اس قسم کے خطوط آتے ہیں۔ کہ آپ کیوں مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ کچھ کر لینے دیں جو ہمارا دل چاہتا ہے۔ یہ بات بتاتی ہے کہ اس وقت کس طرح مسلمانوں کے دلوں میں رسول کریم ﷺ کی محبت موجزن ہے۔ ایسی حالت میں آریوں کا یہ کہنا کہ "مسلمان اس لئے شور مچا رہے ہیں۔ کہ وہ جانتے ہیں۔ ان کے رسول کی زندگی میں رنگیلا پن پایا جاتا ہے۔" آگ پر تیل ڈالنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اس

جملہ میں رسول کریم ﷺ کی اور زیادہ ہتک ہے۔ کیونکہ کتاب "رنگیلا رسول" شائع کرنے والے نے جو کچھ لکھا اپنی طرف سے لکھا۔ اور جو ناپاک کلمات کہے اپنی طرف سے کہے۔ لیکن "پرتاپ" یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کے اپنے دل بھی مانتے ہیں کہ ان کے رسول کی زندگی میں ایسے نقص پائے جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے جائز طور پر نکتہ چینی کی جاسکتی ہے۔ گویا کتاب "رنگیلا رسول" شائع کرنے والا تو یہ لکھتا ہے کہ اس کے اپنے نزدیک یہ یہ نقص آپ میں پائے جاتے ہیں۔ مگر "پرتاپ" یہ کہتا ہے کہ مسلمان خود بھی مانتے ہیں۔ کہ ان کے رسول میں نقص پائے جاتے ہیں۔ اب میں اس کتاب کو لیتا ہوں اس کتاب کا لکھنے والا رسول کریم ﷺ کا نام رنگیلا رکھتا ہے۔ اور رنگیلا ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو عواقب زمانہ کا خیال نہ رکھتا ہو۔ اپنی زندگی عیش و عشرت میں گزارتا ہو۔ انجام اور عاقبت کو کچھ وقعت نہ دیتا ہو۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک بادشاہ محمد شاہ کا نام رنگیلا رکھا گیا تھا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس پر غنیم چڑھ کر آیا اور اس کی خبر اس تک بذریعہ تحریر پہنچائی گی تو اس نے اس کاغذ کو شراب کے پیالہ میں ڈال دیا۔ آخر اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اس وجہ سے اس کا نام رنگیلا ہو گیا۔ کیونکہ اس نے عواقب پر نظر نہ کی بلکہ شراب و کباب اور عورتوں کی صحبتوں میں مصروف رہا۔

رسول کریم ﷺ کو نعوذ باللہ رنگیلا کہہ کر یہی الزام اس کتاب والا آپ پر لگاتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا رسول کریم ﷺ پر کوئی عقلمند ایسے الزام لگا سکتا ہے۔ ہر شخص جو آپ کی زندگی کے حالات سے واقف ہو جاتا ہے کہ سوائے اس شخص کے جو خود شراب کی ترنگ میں ایسی کتاب لکھے۔ اور کوئی یہ الزام آپ پر نہیں لگا سکتا۔ اور یہ دیکھا گیا ہے کہ شرابی جب شراب پی کر مخمور ہو جاتے ہیں تو دوسروں سے کہتے ہیں ہم تو ہوش میں ہیں تم نشہ میں ہو۔ یہی اس شخص کا حال ہے جس نے یہ کتاب لکھی۔ واقعی اس نے شراب کے نشہ میں یا فطرت کی گندگی کی وجہ سے اپنے نفس کے عیب اس مصفّٰی آئینہ میں دیکھے جس سے بڑھ کر نہ کوئی مصفّٰی آئینہ پیدا ہوا اور نہ ہو گا۔ جس طرح ایک بد شکل اور سیاہ رو جب شیشہ میں اپنی شکل دیکھے تو سمجھے کہ یہ شیشہ کا قصور ہے۔ اسی طرح اس کی حالت ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کتاب کا مصنف خود رنگیلا ہے جسے نہ خدا کا خوف ہے نہ دنیا کا ڈر۔ ورنہ رسول کریم ﷺ کی زندگی کو جب دیکھا جائے تو اس کا کوئی حصہ ایسا نہیں نظر آتا جس میں رنگیلا پن کا شائبہ بھی پایا جائے اور اس بات کو دشمن بھی مانتے ہیں۔

میں نے بتایا ہے رنگیلا اسے کہا جاتا ہے جو شراب میں بدمست رہے۔ اور اس طرح زندگی بسر

کرے کہ بدمستی یا لاابالی میں کسی وجہ سے دنیا کے غموں کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ پس پہلی چیز رنگیلے شخص کے لئے بدمستی ہے۔ لیکن ہر شخص جسے عقل سے ذرا بھی مس ہو وہ جانتا ہے کہ دنیا سے شراب کا مٹانے والا ایک ہی شخص ہے یعنی محمد ﷺ۔ اگر نعوذ باللہ آپ میں رنگیلا پن ہوتا تو اس وقت جب کہ اس کتاب کے لکھنے والے کے باپ دادا مٹکوں کے مٹکے شراب کے اڑاتے تھے۔ بلکہ دیوی دیوتاؤں کو بھی پلاتے تھے۔ اس وقت محمد ﷺ شراب کی ممانعت کا حکم نہ دیتے۔ مگر اس زمانہ میں کہ آپ کی قوم دن رات شراب میں مست رہتی تھی آپؐ نے شراب کی ممانعت کا حکم دیا۔ آپؐ کے اس حکم کا اثر اور تصرف دیکھو۔ کچھ لوگ ایک جگہ بیٹھے شراب پی رہے تھے اور نشہ کی حالت میں تھے کہ باہر سے آواز آئی۔ شراب حرام کردی گئی۔ اس وقت ایک شخص نے جو اس مجلس میں شامل تھا کہا اٹھ کر پوچھو تو سہی کہ اس بات کی تفصیل کیا ہے۔ مگر اس نشہ کی حالت میں ایک دوسرا شخص سونٹا اٹھا کر شراب کے مٹکے پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ جب ایک شخص کہہ رہا ہے کہ شراب حرام ہو گئی ہے تو اب میں پہلے مٹکا توڑ دونگا پھر پوچھوں گا کہ کیا کہتا ہے۔ آواز یہ آئی ہے کہ محمد ﷺ نے شراب حرام کردی۔ اگر یہ بات غلط بھی ہے تو بھی میں پہلے مٹکا توڑوں گا پھر اس کی تصدیق کرونگا۔ چنانچہ وہ مٹکا توڑ دیتا ہے۔ اور پھر پوچھتا ہے کیا رسول کریم ﷺ نے شراب حرام کردی؟ جب بتایا جاتا ہے کہ ہاں آپؐ نے شراب حرام کردی تو سب پکار اٹھتے ہیں اچھا ہم نے شراب چھوڑ دی۔

میں پوچھتا ہوں کیا وہ انسان جس نے شراب کو ایک ملک سے ایک حکم کے ساتھ ایسے طور پر مٹا دیا کہ پھر کسی نے اس کا نام نہ لیا۔ اور اس قوم سے شراب چھڑائی کہ جو کم سے کم دن رات آٹھ دفعہ شراب پیتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ اس کی طرف رنگیلا پن منسوب کیا جاسکتا ہے؟ اگر وہ رنگیلا کہلا سکتا ہے تو ہندوؤں کے بزرگ جو شراب سے منع نہیں کرتے تھے بلکہ خود شرابیں پیتے تھے۔ کیا کہلائیں گے؟

رنگیلا پن کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ایسا انسان انجام کی کوئی فکر نہ رکھے۔ لیکن محمد ﷺ کی تعلیم کو پڑھو اور پھر بتاؤ کیا اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس کتاب میں جو آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی۔ دیکھو کس طرح انسان کو بار بار موت یاد دلائی گئی ہے۔ اور کس طرح آپ اپنے ماننے والوں کو تلقین فرماتے ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ چلتے پھرتے موت کو یاد کرو۔ کیا دنیا کی کوئی کتاب ایسی ہے جو عاقبت سے اتنا ڈراتی ہو جتنا قرآن کریم ڈراتا ہے۔ قرآن کریم کا حجم

ویدوں سے۔ بائبل سے۔ اور ژند اوستا سے بہت کم ہے۔ اور میرے نزدیک تمام ان کتابوں سے کم ہے جنہیں خدا کی سمجھا جاتا ہے۔ مگر میں چیلنج دیتا ہوں کہ جس قدر قرآن میں انجام اور عاقبت کے متعلق ڈرایا گیا ہے۔ اس کا چوتھا حصہ ہی کسی اور کتاب سے نکال کر دکھا دیا جائے۔ تو میں اپنی شکست تسلیم کرلوں گا۔ اگر کوئی نہیں دکھا سکتا تو میں پوچھتا ہوں۔ کیا جس انسان میں رنگیلا پن پایا جائے اور جو انجام سے لاپرواہ ہو۔ اس کے حرکات و سکنات میں۔ اس کی گفتگو میں اس کی تعلیم میں کیا اس قدر انجام کا خیال رکھنے کی تعلیم ہو سکتی ہے؟ پھر رنگیلا پن میں عورتوں سے تعلق بھی شامل ہے۔ لیکن ذرا بتایا تو جائے کہ دنیا میں کونسی کتاب اور کونسا مذہب اور کونسا انسان ایسا ہے۔ جس نے پردہ کا حکم دیا ہو۔ اور اس وقت دیا ہو جب کہ عورت و مرد آپس میں خلا ملا رکھتے ہوں۔ عورتوں کی صحبتوں سے لذت اٹھاتے ہوں۔ بغیر کسی جھجک اور حجاب کے کھلے طور پر ایک دوسرے سے ملتے ہوں۔ کیا ان سب باتوں سے روک کر پردہ کا حکم جاری کرنا۔ اور یہ کہنا کہ مرد و عورت اس طرح ایک دوسرے سے نہ ملا کریں کسی رنگیلے کی تعلیم ہو سکتی ہے اگر نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ میں رنگیلا پن ہوتا تو چاہئے تھا کہ آپ کہتے عورتوں مردوں کو خوب محفلیں گرم کرنی چاہئیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے کوئی پرہیز نہیں کرنا چاہئے۔ آپس میں خوب ہنسی تمسخر کرنا چاہئے۔ مگر آپ نے یہ فرمایا کہ مرد و عورت علیحدہ علیحدہ رہیں اور نامحرم کی شکل تک نہ دیکھیں۔ کیا اس کو رنگیلا پن کہا جا سکتا ہے۔

پھر رنگیلا پن کی یہ خاصیت ہے کہ جس میں پایا جائے وہ کسی قسم کی ہیبت اور خوف کو اپنے اوپر مستولی نہیں ہونے دیتا۔ مگر رسول کریم ﷺ کی ذات کو دیکھو۔ صبح شام رات دن خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کثرت سے کرتے ہیں کہ فرانس کا ایک مشہور مصنف لکھتا ہے۔ محمد ﷺ کے متعلق خواہ کچھ کہو مگر اس کی ایک بات کا مجھ پر اتنا اثر ہے کہ میں اسے جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ اور وہ یہ کہ رات دن اٹھتے بیٹھتے سوائے خدا کے نام کے اس کی زبان سے کچھ نہیں نکلتا۔ اور ہر لحہ اور ہر گھڑی وہ خدا کی عظمت اور اس کی محبت کو پیش کرتا ہے۔

وہ لکھتا ہے میں کس طرح مان لوں کہ یہ شخص جو سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کو پیش کرنے والا ہے خدا پر افتراء باندھتا ہے۔ اب یہ ایک دشمن کی گواہی ہے۔ جس نے رسول کریم ﷺ کی زندگی کو تنقید کے طور پر مطالعہ کیا۔ پس جب کہ رسول کریم ﷺ ہر وقت اس طرف توجہ دلاتے رہے کہ ایک بالا ہستی ہے۔ اس کی شان اور عظمت بیان کرتے رہے۔ اس کے جلال اور

جبروت سے ڈراتے رہے۔ تو کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ آپ میں (نعوذ باللہ) رنگیلا پن پایا جاتا تھا۔
پھر میں کہتا ہوں رنگیلا پن کا موقع کھانے پینے یا مرد عورت کے تعلقات کا ہے۔ مگر اس وقت بھی رسول کریم ﷺ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ جب کھانے بیٹھو تو خدا کا نام لو۔ جب کوئی چیز پینے لگو تو خدا کا نام لو کہ یہ سب چیزیں اسی نے تم کو عطا کی ہیں۔ اسی طرح جب مرد و عورت کے تعلقات ہوتے ہیں۔ اور جب عیش و عشرت کرنے والے چاہتے ہیں کہ کسی قسم کا فکر ان کے پاس نہ آئے۔ اور اسی غرض کے لئے شراب پیتے ہیں۔ اس وقت کے متعلق بھی آپ فرماتے ہیں۔ یہ وقت بھی خدا تعالیٰ کو بھولنے کا نہیں۔ اس وقت تم دعا کرو کہ تمہارے ملنے کا نتیجہ برا نہ پیدا ہو بلکہ اچھا پیدا ہو۔ پس جو انسان میاں بیوی کے جائز تعلقات کے وقت بھی کہتا ہے رنگیلا پن مت اختیار کرو۔ بلکہ اس موقع پر بھی خدا کو یاد رکھو۔ جو پردہ کا حکم دیکر عورتوں کو بالکل مردوں سے علیحدہ رہنے کا حکم دیتا ہے۔ جو شراب کا پینا قطعاً چھڑا دیتا ہے۔ کیا اسے ان مذاہب کے پیرووں کا جن میں شراب پینا جائز ہے جن میں مرد اور عورتیں آزادی سے خلا ملا رکھتے ہیں۔ جن میں رنگیلا پن کی ساری باتیں پائی جاتی ہیں۔ حق ہے کہ ایسے انسان پر اعتراض کریں۔ کیا ان اقوام کا فرد رسول کریم ﷺ کو رنگیلا کہہ کر اپنے سیاہ چہرہ کو آپ کے مصفی آئینہ میں نہیں دیکھتا؟ یقیناً وہ اپنا ہی گند دیکھتا ہے۔ یا پھر وہ پاگل خانہ میں بھیجے جانے کے قابل ہے۔ وہ شخص جو اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ رسول کریم ﷺ نے شراب پینے سے بالکل روک دیا۔ پردہ کا حکم جاری کر دیا۔ کھانے پینے اور مرد و عورت کے جائز تعلق کے وقت خدا کو یاد رکھنے کی تلقین کی۔ موت کو ہر وقت سامنے رکھنے کی ہدایت کی۔ ہر وقت خدا کے جلال سے ڈرنے اور اس کی رحمت کی امید رکھنے کا سبق پڑھایا۔ اور باوجود بادشاہ ہونے کے بغیر چھنے اور پتھروں سے کوٹ کر بنے ہوئے آٹے پر گزارہ کیا۔ آپ کی طرف رنگیلا پن منسوب کرتا ہے۔ وہ اگر اول درجہ کا خبیث اور جھوٹا نہیں تو اول درجہ کا پاگل ضرور ہے اور پاگل خانہ میں بھیجنے کے قابل ہے۔ ان حالات کے ماتحت جو قوم رسول کریم ﷺ پر اعتراض کرتی اور الزام لگاتی ہے۔ اس کے دماغ میں نقص اور عقل میں فتور ہے۔ یا وہ ملک میں فتنہ پیدا کرنا چاہتی ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اگر ایسی قوم پاگل ہو گئی ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے جنون کو دور کرے۔ اور اگر شرارت کر رہی ہے تو اس کے فتنے کو مٹائے۔ ورنہ اگر یہی حالت رہی تو اتنے فتنے رونما ہوں گے جن کا مٹانا نہ گورنمنٹ کی طاقت میں ہو گا اور نہ پبلک کی طاقت میں۔

(الفضل ۲۳/ اگست ۱۹۲۷ء)